

اسرار تصوف کا ترجمان، روحانیت کا بحر ذخار، سلوک کا مجسمہ، معرفت الٰہیہ کا سرچشمہ
مقامات مجددیہ کا رہنما، سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا پیشوا، وصول الی اللہ کا زینہ
حقائق و معارف لدنیہ کا آئینہ، نکات طریقت کا دفینہ، حکم و دقائق کا خزینہ

یعنی رسالہ

ہدایت الطالبین

کا اردو ترجمہ

از تالیف

حضرت صاحبزادہ حافظ شاہ ابو سعید صاحب دہلوی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اردو ترجمہ

جناب علامہ اجل حضرت الحاج مولانا مولوی نور احمد صاحب مدظلہ العالی

اشاعت مکرر و اضافہ جات بہ ہدایت

جناب حضرت قبلہ قاضی محمد حمید فضلی صاحب دام مجدہم

ناشر: ادارہ فیوضات مجددیہ
خانقاہ فضلیہ شیر گڑھ (اوگی) ضلع مانسہرہ فون: 0987-570032

اسرار تصوف کا ترجمان، روحانیت کا بحر زخار، سلوک کا مجمعہ، معرفت الٰہیہ کا سرچشمہ، مقامات مجددیہ کا رہنما، سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا پیشوا، وصول الی اللہ کا زینہ، حقائق و معارف لدنیہ کا آئینہ، نکات طریقت کا دفینہ، حکم و دقائق کا خزینہ یعنی رسالہ

ہدایت الطالبین کا

(اردو ترجمہ)

از تالیفات

حضرت صاحبزادہ حافظ شاہ ابوسعید صاحب دہلوی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ تعالی علیہ

اردو ترجمہ

جناب علامہ اجل حضرت الحاج مولانا مولوی نور احمد صاحب مدظلہ العالی

اشاعت مکرر و اضافہ جات بہ ہدایت

جناب حضرت قبلہ قاضی محمد حمید فضلی صاحب دام مجدہم

ناشر: ادارہ فیوضات مجددیہ خانقاہ فضلیہ شیر گڑھ (اوگی) ضلع مانسہرہ

فون: 0987-570032

نام کتاب: رسالہ ''ہدایت الطالبین'' کا اردو ترجمہ

نام مؤلف: حضرت حافظ شاہ ابوسعید دہلوی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

نام مترجم: حضرت الحاج مولوی نور احمد صاحب مدظلہ العالی

اشاعت مکرر واضافہ جات: بہ ہدایت حضرت قبلہ قاضی محمد حمید فضلی صاحب مدظلہ

ناشر: ادارہ فیوضات مجددیہ خانقاہ فضلیہ شیر گڑھ تحصیل اوگی ضلع مانسہرہ

کمپوزنگ: قاضی منیب الرحمٰن فضلی کمپیوٹر سنٹر توحید روڈ اوگی ضلع انسہرہ

بتعاون: شہزاد احمد صاحب موضع چھجوال سلہریاں تحصیل شکر گڑھ ضلع نارووال

صفحات: 138

قیمت: 70 روپے

تعداد: 1100

ملنے کے پتے

- ☆ ادارہ فیوضات مجددیہ خانقاہ فضلیہ شیر گڑھ ضلع مانسہرہ
- ☆ المجدد اکیڈمی، مرکزی جامع مسجد نقشبندیہ ماڈل ٹاؤن بی بلاک، گوجرانوالہ
- ☆ حاجی جاوید صاحب فیصل شوز مغل مارکیٹ ٹیکسلا

کے ساتھ موصوف ہے، اس کو عالم کے ساتھ فی حد ذاتہا تو کسی قسم کی بھی مناسبت نہیں ہے، ان اللہ لغنی عن العالمین ''بے شک خدائے تعالیٰ تمام عالموں سے بے نیاز ہے''۔ پس اشخاص عالم سے ہر ایک شخص کو صفات کے غیر متناہی ظلال میں سے کسی ایک ظل سے فیوض وکمالات پہنچتے ہیں، اس ظل کو اس شخص کا مبدا تعین اور اس کی حقیقت اور اس کا عین ثابتہ بھی کہتے ہیں۔ صوفیہ کرام کا یہ قول کہ ''اللہ تعالیٰ کی طرف موصل راستے انفاس خلائق کے شمار کے برابر ہیں'' انہی ظلال کی طرف اشارہ ہے۔ اور لطائف خمسہ میں سے جب کوئی لطیفہ ولایت صغریٰ کے دائرہ میں داخل ہو جاتا ہے تو اپنے اصل اور اپنی حقیقت میں فانی اور نیست ونابود ہو کر اس اپنی حقیقت کے ساتھ بقا حاصل کر لیتا ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ لطیفہ قلب کی فنا فعلی تجلی میں ہو گی، اس وقت سالک کے اپنے اور تمام مخلوقات کے فعل اس کی نظر سے پوشیدہ ہو جاتے ہیں اور بجز ایک فعل فاعل حقیقی کے اس کی نظر میں اور کچھ بھی نہیں آتا اور اس لطیفہ کی ولایت کو حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام کی ولایت کہتے ہیں۔ پس جو سالک کہ اس ولایت کے راستہ سے مقصود کو پاوے، اس کو آدمی المشرب کہا جاتا ہے۔ اور لطیفہ روح کی فنا حق سبحانہ کی صفات ثبوتیہ میں ہوتی ہے۔ اس وقت سالک اپنے صفات کی اپنے آپ سے اور تمام مخلوق کے صفات کی تمام مخلوق سے نفی کر کے صرف حق سبحانہ کی طرف ہی منسوب دیکھے گا اور سالک جب وجود کی جو تمام صفات کی اصل ہے، اپنے آپ سے اور تمام ممکنات سے بھی نفی کر کے بجز حضرت حق سبحانہٗ کے اور کسی کے لئے بھی ثابت نہیں کرے گا تو اس وقت خواہ مخواہ توحید وجودی کا قائل ومعتقد ہو جائے گا۔ اور اس لطیفہ کی ولایت کو حضرت

نوح اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کی ولایت قرار دیتے ہیں اور جو سالک کہ اس ولایت کے راستہ سے واصل مقصود ہوا، اس کو ابراہیمی المشرب کہا جاتا ہے۔

اگر کوئی سائل سوال کرے اور کہے کہ تو نے تو توحید وجودی کو لطیفہ روح میں جو ولایت ابراہیمی ہے، لکھ دیا ہے حالانکہ حضرت خلیل علیہ السلام نے تو دائرہ نفی پورا پورا طے فرمالیا اور دقائق شرک سے کوئی ایک دقیقہ بھی باقی نہیں چھوڑا اور **لا احب الآفلین** (میں دوست نہیں رکھتا چھپ جانے والوں کو) کہتے ہوئے حضرت ذات مجردہ کی طرف جو پرے سے پرے ہے متوجہ ہو کر فرمایا **انی وجهت** الخ (بے شک میں نے متوجہ کیا اپنا چہرہ اس کی طرف جس نے بنائے آسمان اور زمین سب سے ایک طرف ہو اور میں نہیں شریک کرنے والوں سے)۔ اس سوال کا جواب کئی وجہ سے ہوسکتا ہے۔

پہلا جواب یہ ہے کہ لطیفہ روح میں گو توحید وجودی بھی منکشف ہوتی ہے مگر یہ توحید اس توحید کی مانند ہرگز نہیں جو لطیفہ قلب کی سیر میں ظاہر ہوئی تھی کیونکہ سالک اس جگہ پر ممکنات کے وجود کو مارے محبت کے حضرت حق سبحانہٗ کا وجود ہی پاتا تھا اور اس جگہ وجود کو جو بالکل خیر ہی خیر اور برکت ہی برکت ہے سوائے حق سبحانہٗ کے اور کسی دوسرے کے لئے ثابت ہی نہیں کرتا اور ممکنات کو تو عدم محض اور بالکل ناچیز ہی اعتقاد کرتا ہے۔ عدم کو وجود خیال کرنا اور وجود کو عدم پر محمول کرنا سکر کے کمال غلبہ اور بے شعوری سے ناشی ہے۔ بیت: (ترجمہ) نہ وہ یہ ہو نہ یہ وہ ہو، بھی اشکال ہوں آسان تجھ پہ اے یار۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ انس ومحبت روح کی ایک خاص خاصیت اور لازمی صفت ہے بناء علیہ سالک کو اس مقام میں حضرت حق سبحانہٗ کے ساتھ ایک خاص قسم کا انس پیدا ہو جاتا ہے پھر تو خواہ مخواہ سب سے منہ پھیر کر اپنے محبوب حضرت ذات ہی کی

طرف متوجہ ہونا اس کا لازمی فرض ہے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ انبیاء کرام علیھم السلام کی ولایت ولایت کبریٰ ہے، وہاں پر حضرت حق سبحانہٗ کی صفات وشیونات کا قرب سالک کو میسر آتا ہے اور اس ولایت کے حالات کا محل ورود لطیفہ نفس ہے اور اس ولایت میں توحید شہودی اور دوسرے معارف وعلوم کا انکشاف وظہور ہوتا ہے نہ کہ توحید وجودی کا، کیونکہ اس کا انکشاف تو اسماء وصفات کے ظلال کے قرب میں ہوا کرتا ہے نہ کہ اسماء وصفات کے عین میں۔ اور لطائف خمسہ عالم امر کی ولایت جو حضرات انبیاء علیھم السلام کی جانب نسبت کرتے ہیں، اس سے مراد یہ ہے کہ لطائف خمسہ عالم امر کو جو قرب ہوتا ہے، وہ اس قرب کا ظل ہے جو کہ انبیاء کرام کو مقام اصل میں حاصل ہوا ہے۔ مثلاً جو قرب کہ لطیفہ روح میں حاصل ہوتا ہے وہ ولایت خلیلی کے قرب کا ظل ہے اور اسی پر دوسروں کو بھی قیاس کرلے۔

چوتھا جواب یہ ہے کہ گو لطیفہ روح کی ولایت خلیلی ولایت ہے مگر مقام نبوت میں حضرت خلیل علیہ السلام کی ایک شان وبزرگی ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد دوسرے سب انبیاء کی نسبت افضل ہیں اور مقام نبوت کے معارف وعلوم ولایت کے علوم ومعارف کے ساتھ تو کچھ بھی مناسبت نہیں رکھتے بلکہ مقام نبوت کے صاحب کو تو توحید وجودی کے معارف وعلوم سے ہزارہا ننگ وعار ہے۔

اب ہم اصل بات کی طرف رجوع کر کے کہتے ہیں کہ لطیفہ سر کی فنا حضرت حق سبحانہٗ کے شیونات ذاتیہ میں ہوتی ہے اور اس مقام میں سالک اپنی ذات کو حق سبحانہٗ کی ذات میں گم ونیست ونابود پاتا ہے اور اس لطیفہ کی ولایت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولایت کہتے ہیں۔ پس جو سالک کہ اس ولایت کے راستہ واصل مقصود ہو، اس کو موسوی

المشرب کہا جاتا ہے۔ اور لطیفہ خفی کی فنا اللہ تعالیٰ کی سلبیہ صفات میں ہوتی ہے، سالک اس مقام میں جناب کبریا حق جل وعلا کو تمام مظاہر سے جدا و ممتاز پاتا ہے اور اس لطیفہ کی ولایت کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولایت کہتے ہیں۔ پس جو سالک اس ولایت کے راستہ سے مقصود و مراد تک پہنچے اس کو عیسوی المشرب کہیں گے۔

راقم الحروف عفی عنہ (مصنف رسالہ ہذا) کہتا ہے کہ شروع شروع میں میں نے اپنی مناسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ دریافت کر کے اپنا مبدا تعین اسم المحی معلوم کیا تھا، پھر ایک مدت دراز کے بعد اپنے حضرت پیر دستگیر کی خدمت مبارک میں عرض کیا کہ میں اپنی مناسبت جناب حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ پاتا ہوں، آپ حضور توجہ فرمائیں کہ عیسوی ولایت سے منتقل ہو کر ولایت محمدی ﷺ کے ساتھ فائض المرام ہو جاؤں۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ ہم توجہ کریں گے تو بھی متوجہ رہ۔ اب پیر دستگیر کی بابرکت توجہ سے میں امید رکھتا ہوں کہ ترقی واقع ہوئی ہوگی۔

اور لطیفہ اخفیٰ کی فنا شان الٰہی کے اس درجہ و مرتبہ میں ہے جو ان تمام مراتب پر مشتمل اور سب کا جامع ہے، سالک اس مقام میں واصل ہو کر اخلاق الٰہی کے ساتھ متخلق ہو جاتا ہے۔ مخفی نہ رہے کہ حضرت امام ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لطائف کی تہذیب جدا جدا فرمایا کرتے تھے۔ مگر آپ کے فرزند گرامی حضرت ایشاں خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے خلفاء نے راستہ کو تاہ کر دیا ہے۔ شروع ہی سے لطیفہ قلب کی تہذیب فرما کر لطیفہ نفس کی تہذیب کے درپے ہو جاتے ہیں کیونکہ ان دونوں کی تہذیب کے ضمن میں ہی باقی چار لطیفوں کی تہذیب بھی بہم پہنچ جاتی ہے۔ لیکن جناب مبارک حضرت پیر دستگیر (میرا دل و جان ان پر قربان) تمام لطائف پر توجہ فرماتے ہیں اور اپنے غلام (مصنف

رسالہ) کو ہر ایک لطیفہ کے مراقبہ کا جدا جدا بھی حکم فرمایا ہے۔ چنانچہ قلب کے مراقبہ کا یہ طریقہ بیان کیا ہے کہ سالک اپنے قلب کو حضرت رسول اللہ ﷺ کے قلب مبارک کے (روبرو) رکھ کر جناب الٰہی میں یوں عرض کرے کہ ''الٰہی تجلی افعالی کا فیض جو حضرت حبیب خدا ﷺ کے قلب مبارک سے حضرت آدم علیہ السلام کے قلب میں پہنچا ہے، وہ میرے قلب میں پہنچے۔'' اور دعا کے اثناء میں تمام مشائخ کرام کے قلوب کو حضرت پیغمبر خدا ﷺ تک جو فیض کا واسطہ اور ذریعہ ہیں، عینک کی مانند خیال کرے اور اسی طرح اپنے لطیفہ روح کو آنحضرت ﷺ کی روح مبارک کے روبرو رکھ کر جناب الٰہی میں یوں عرض کرے کہ ''خداوندا! اپنے صفات ثبوتیہ کے تمام تجلیات کا فیض جو حبیب خدا ﷺ کی روح مبارک سے حضرت نوح و حضرت ابراہیم علیہما السلام کی روح کو پہنچا ہے وہ میرے لطیفہ روح میں پہنچے۔'' اور اسی طرح اپنے لطیفہ سِرّ کو آنحضرت ﷺ کے سِرّ مبارک کے مقابل تصور کر کے یوں دعا کرے کہ ''الٰہی اپنے شیونات ذاتیہ کا فیض جو پیغمبر خدا ﷺ کے لطیفہ سِرّ مبارک سے حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے سِرّ میں پہنچا، میرے سِرّ میں پہنچے۔'' بعد ازاں اپنے لطیفہ خفی کو حضرت رسالت پناہ ﷺ کے لطیفہ خفی کے روبرو خیال کر کے عرض کرے کہ ''الٰہی اپنے تجلیات و صفات سلبیہ کا فیض جو آنحضرت ﷺ کے خفی مبارک سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خفی میں پہنچا ہے، وہ میرے لطیفہ خفی میں فائض ہو۔'' پھر اپنے لطیفہ اخفیٰ کو حضرت رسول اللہ ﷺ کے اخفیٰ شریف کے سامنے رکھ کر عرض کرے کہ ''الٰہی اپنی شان جامع کی تجلیات کا فیض جو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اخفیٰ میں تو نے پہنچایا ہے، میرے اخفیٰ میں پہنچا۔''

جاننا چاہئے کہ ان تمام لطائف کی ولایت ولایت صغریٰ کے دائرہ میں حاصل ہوتی ہے بلکہ ان لطائف کو ولایت کبریٰ کے پہلے دائرہ تک عروج حاصل ہوتا ہے۔ مخفی نہ رہے کہ جس طرح دائرہ امکان میں مراقبہ احدیت کرتے ہیں، اسی طرح ولایت صغریٰ میں مراقبہ معیت جو آیہ شریفہ **وھو معکم اینما کنتم** کا مفہوم ہے، کرتے ہیں۔ اور دائرہ امکان کی سیر کی انتہاء یوں معلوم ہوسکتی ہے کہ سالک اگر صاحب کشف ہے تو خود آپ ہی اپنے کشف کے ذریعہ شناخت کرلے گا یا اس کا شیخ صاحب کشف اس کو متنبہ کردے۔ اور اگر دونوں کشف سے عاری ہیں تو پھر طالب کو چاہئے کہ اپنے قلب کی جمعیت کا ملاحظہ کرے۔ اگر بے خطرگی یا اس قدر کم خطرگی کہ خطرہ حضور کا مانع نہ ہوئے یعنی کامل چار گھڑی تک پہنچے تو اس تقدیر پر مراقبہ معیت شروع کردیا جائے اور اللہ تعالیٰ کی معیت کو اپنے آپ اور اپنے تمام لطائف وعناصر بلکہ ممکنات کے ذرات سے ہر ذرہ کے ساتھ ملحوظ رکھنا چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ کی بے چوں معیت بے چوں ادراک کے ساتھ ادراک کی جائے۔ اور جملہ جہات ستہ کا احاطہ کرلے اور جو توجہ وحضور کہ پیدا ہوا تھا، اپنا منہ نیستی کی جانب پھیرے۔ اس وقت ولایت کبریٰ کی سیر میں جو انبیاء کرام کی ولایت اور حضرت حق سبحانہ کے اسماء وصفات وشیونات کا دائرہ ہے، شروع ہوتے ہیں۔

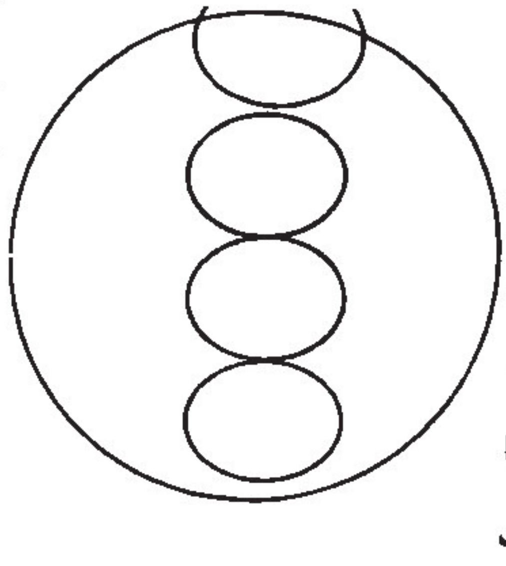
فصل: ولایت کبریٰ کے بیان میں

جو کہ لطیفہ نفس وانا کی فنا کا نام ہے۔ جاننا چاہئے کہ توحید وجودی اور معیت حق کے اسرار جب اس ذرہ بے مقدار پر وارد کیے گئے تو یہ معلوم ہوا کہ عرش مجید بلکہ اس کے فوق سے لے کر تحت الثریٰ تک ایک نور ہے جو مجھ کو اور ممکنات کے ہر ذرہ کو احاطہ کیے ہوئے ہے اور اس کا رنگ اس کی بے رنگی کے سبب سیاہی کے مناسب اور حدیث شریف **وکـــا**

الله فی عماء کا مصداق تھا۔ اوراس میں مجھے استغراق حاصل ہوا اوراس مقام کے کچھ اسرار ورموز بھی مجھ پر واضح ہوئے۔ گذشتہ حالات کا میں مورد بنا رہا یہاں تک کہ اسی سال کے ماہ ربیع الاول کی پندرہویں کو پیر دستگیر کے حضور حاضر ہوا اور ابتداء توجہ سے اس وقت تک دو ماہ پانچ روز گذر چکے تھے، جس وقت پیر دستگیر مدظلہم العالی نے میرے لطیفہ نفس پر توجہ فرمائی، اسی توجہ میں میں نے دیکھا کہ آفتاب کی مانند میرے نفس کے مطلع سے ایک نور نے طلوع کیا اور وہ نور سیاہ جس کو میں حضرت ذات حق سمجھتا تھا، نیست و نابود ہو گیا، حتیٰ کہ اس نور کا کچھ بھی نام ونشان باقی نہ رہا۔ میں نے دیکھا کہ ممکنات کا وجود جو سیاہ نور میں معدوم و نابود معلوم ہوتا تھا، اس نے پھر ظہور کیا جیسے ستاروں کا وجود آفتاب کے انوار وشعاع میں، لیکن سیر قلبی میں بصر کی اس قدر تیزی نہ تھی کہ ممکن اور واجب کے وجود میں تمیز کر سکتا، لہذا اس وقت ان دونوں کے اتحاد کا قائل ہو گیا۔ چونکہ ولایت کبریٰ کی سیر میں جو انبیاء علیہم السلام کی ولایت اور صحو و ہوشیاری کا مقام ہے، نظر کی تیزی عنایت کی گئی تو میں نے دیکھا کہ ممکنات کا وجود البتہ ایک نوع کا ثبوت واستقرار رکھتا ہے، لیکن اشیاء کا وجود ظلی وجود معلوم ہوا جس کو وجود الٰہی کے پرتو نے اعدام پر پڑ کر موجود کر دیا، اور اسی طرح ممکنات کے صفات حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے صفات پر پرتو ہیں، نہ ان کے صفات حق کا عین اور توحید شہودی کا معنی جس کا مشاہدہ لطیفہ نفس میں ہوتا ہے، یہ ہی ہے۔ اور حق تعالیٰ کی اقربیت کے معنے بھی یہاں سے غور کے ساتھ سمجھ لے۔ اور دوسرا فرق اللہ تعالیٰ کی اقربیت ومعیت میں یہ ہے، سن لے، کہ معیت کی غایت اتحاد ہے اور اقربیت کا کمال اثنینیت اور دوئی میں ہے۔ لیکن ممکن میں اگر وجود نمودار ہے تو حضرت حق سبحانہٗ سے ہی مستفاد ہے، نہ خود اس کے اپنے پاس سے اور اگر اس میں صفات کا

ظہور ہے تو وہ بھی اسی جناب سے اس کی اپنی حقیقت تو عدم ہی عدم ہے جو کسی ایک اشارہ کا بھی مشارالیہ نہیں ہوسکتا۔اور انا و انت کا اشارہ وجود ہی کی جانب ہوگا نہ عدم کی۔
پس تحقیق سے معلوم ہوا کہ اصل کا وجود ظل کے وجود کی نسبت ظل کے بہت زیادہ نزدیک ہے۔کیونکہ ظل کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ اس نے اپنے اصل سے لیا ہوا ہے نہ اپنے پاس سے اور اگر وہ اپنے وجود پر نگاہ کرتا ہے تو اس کو بھی اپنے اصل ہی کا پرتو پاتا ہے اور اگر وہ اپنے صفات پر نظر ڈالتا ہے تو ان کو بھی اپنے اصل کے صفات ہی کا نمونہ دیکھتا ہے۔لہذا اپنے اصل کی اقربیت کا خواہ مخواہ اقرار کرے گا کیونکہ ظل کو جو قرب اپنے ساتھ پیدا ہوا ہے وہ اس کے اصل کے وجود ہی کے سبب سے ہے۔پس اصل محل کے وجود کی نسبت ظل کے زیادہ قریب ہے۔گو اقربیت کا بیان تقریر میں نہیں آسکتا،کیونکہ عقل ناقص اپنے سے زیادہ نزدیک کے ادراک سے عاجز ہے لیکن یہ معاملہ عقل کے قانون سے دور دور اور کامل انکشاف پر موقوف ہے۔

جاننا چاہئے کہ ولایت کبریٰ کا دائرہ تین دائروں اور ایک قوس (نصف دائرہ)



کو متضمن ہے۔ ان تین دائروں میں سے پہلے دائرے میں اقربیت اور توحید شہودی کی سیر منکشف ہوتی ہے اور اس دائرے کا نصف تحتانی اسماء اور صفات زائدہ کا متضمن ہے اور اس کا نصف فوقانی حق سبحانہ کے شیونات ذاتیہ پر مشتمل

ولایت کبریٰ کے

ہے۔ عالم امر کے لطائف خمسہ کا عروج اسی دائرے تک ہوتا ہے۔ اور اس دائرے کا مورد فیض لطیفہ نفس بشرکت لطائفہ مذکورہ ہے اور اس دائرہ میں مراقبہ اقربیت کا (یعنی آیہ شریف ونحن اقرب الیہ من حبل الورید کامفہوم) تصور کرتے ہیں۔ سالک دائرہ اقربیت (یعنی پہلے دائرہ) سے جب عروج کرے گا تو پھر اس کی سیر دائرہ اصل میں واقع ہوگی اور دائرہ اصل سے دائرہ اصل الاصل کی طرف ترقی کرے گا اور اصل الاصل سے تیسرے اصل یعنی قوس کی طرف سیر کرے گا اور پہلے دائرہ کے نصف تحتانی تو نصف فوقانی میں کامل استہلاک ونیستی پیدا ہوتی ہے اور حضرت پیر دستگیر نے ان سہ گانہ دوائر میں اپنے اس غلام پر جب توجہ فرمائی تو میں نے دیکھا کہ ان دوائر سے بے رنگ نور کا ایک میزاب (پنالہ) میرے لطیفہ نفس پر پوری طاقت سے گرایا گیا۔ جس کے باعث میرا وجود و میری ہستی نمک در آب کی مانند بالکل گل گئی حتیٰ کہ میرے وجود کا نام ونشان تک بھی باقی نہ رہا۔ اور عین واثر زوال کا مقام میسر ہوا۔ اور لفظ انا کا اطلاق اپنے اوپر میں نے بہت ہی دشوار جانا بلکہ میں نے انا کے ورود کا محل ہی نہ پایا حتیٰ کہ عدمیت کے ناپیدا کنار دریا میں ڈوب گیا۔ اس وقت یہ یقین معلوم ہوا کہ فنا کی حقیقت تو اسی ولایت میں حاصل ہوتی ہے۔ اس سے پہلے پہلے جو کچھ بھی تھا وہ تو فنا کی صورت ہی صورت تھی۔

اور پہلے دائرہ کے نصف تحتانی اور نصف فوقانی میں مراقبہ محبت یعنی آیۃ شریفہ یحبھم و یحبونہ کامفہوم کرتے ہیں اور ان دوائر میں مورد فیض لطیفہ نفس ہے یعنی سالک کا انا مخفی نہ رہے کہ ان دوائر میں مراقبہ اس طریقہ سے کرتے ہیں کہ اپنے آپ کو اپنے خیال سے دائرہ کے اندر داخل کر کے یہ لحاظ وتصور کرتے ہیں کہ دائرہ اصل اسماء و

صفات سے محبت کا فیض میرے لطیفہ انا پر وارد ہو رہا ہے۔ اور اسی طرح دائرہ اصل الاصل سے محبت کا فیض میرے انا پر ورود کر رہا ہے، اور ایسا ہی تیسرے اصل یعنی قوس سے بھی محبت کا فیض اسی لطیفہ کو پہنچ رہا ہے اور ان دوائر میں کلمہ توحید کا زبانی ذکر بھی بلحاظ معنے فائدہ بخشتا ہے۔

راقم الحروف عفی عنہ (مصنف رسالہ ہذا) کہتا ہے کہ پیر دستگیر (میں ان کے قربان) کی توجہ سے یہ تینوں دائرے بھی مجھ پر مکشوف ہوئے اور ان دوائر ثلثہ کی ایک دوسرے سے امتیاز و جدائیگی میرے علم میں عرض و طول کے اندر ضعف و قوت میں انوار کی کمی وزیادتی پر مبنی ہے، و نیز ماتحت کی بہ نسبت فوق کے بے رنگ ہونے پر اور اپنے مذکورہ مکشوفہ دوائر سہ گانہ میں جن درویشوں کو میں نے توجہ دی، ان میں سے اکثروں پر یہ دوائر منکشف ہوئے۔

اور ہر دائرہ کے قطع و تمام ہونے کی علامت یہ ہے کہ دائرہ آفتاب کے قرص کی مانند سالک پر ظاہر ہو جائے اور دائرہ کا جس قدر حصہ قطع ہو جائے اتنا ہی حصہ کمال نورانیت کے ساتھ ظاہر ہو اور جس قدر دائرہ کا حصہ بے قطع باقی رہ جائے وہ بے نور معلوم ہو۔ جیسا کہ آفتاب کسوف کے وقت بے نور دکھائی دیتا ہے۔ اور ولایت کبریٰ کے کامل دائرہ کے طے ہونے کی علامت یہ ہے کہ فیض باطن کا معاملہ جو دماغ سے تعلق رکھتا ہے سینہ کے متعلق ہو جاتا ہے، اس وقت شرح صدر بھی حاصل ہو جاتی ہے اور سینہ کی وسعت و فراخی تو اس قدر حاصل ہو جاتی ہے جو بیان سے باہر ہے۔ گو سیر قلبی میں قلب کی وسعت اس قدر ہو گئی تھی کہ کئی آسمان میں نے اپنے قلب کے اندر مشاہدہ کئے تھے اور کئی ایک قلب بھی اپنے قلب میں دیکھے تھے۔ لیکن یہ وسعت فقط قلب ہی تک محدود تھی اور

وسعت صدر جو ولایت کبریٰ میں حاصل ہوتی ہے وہ تو تمام سینہ میں عموماً اور محل لطیفہ اخفیٰ میں خصوصاً ہوتی ہے اور شرح صدر کی علامت بطریق وجدان یہ ہے کہ شرح صدر میں قضا و قدر کے احکام سے چوں و چرا و تمام اعتراضات رفع ہو جاتے ہیں اور نفس بھی مطمئنہ ہو جاتا ہے اور عروج کر کے مقام رضا میں پہنچ جاتا ہے اور تمام احوال میں راضی بقضا رہتا ہے۔ اگر سالک ان دوائر کے طے ہونے کے بعد اسم ''الظاہر'' کا مراقبہ کرے اور اس مراقبہ میں مورد فیض لطیفہ نفس اور لطائف خمسہ عالم امر کو تصور کرے تو نسبت باطن میں بڑی قوت اور وسعت پیدا ہو جائے۔ چنانچہ حضرت پیر دستگیر نے اپنے اس غلام کو بھی اس مراقبہ کی تعلیم فرمائی تھی اور اس کے فوائد و نتائج بھی مجھ کو حاصل ہو گئے تھے اور اپنے یاروں کو بھی میں نے یہ مراقبہ تعلیم کر دیا تھا۔

جاننا چاہئے کہ جیسے اسماء و صفات کے ظلال تمام خلائق کے باستثنائے انبیاء کرام و ملائکہ عظام علیہم السلام مبادی تعینات ہیں اور اس مرتبہ کی سیر ولایت صغریٰ کے نام سے موسوم کی گئی ہے، ایسے ہی اسماء صفات و شیونات جو انبیاء کرام کے مبادی تعینات ہیں ان کی سیر کو ولایت کبریٰ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور ملائکہ عظام کے مبادی تعینات جن کو ولایت علیا کہا جاتا ہے، ابھی تک ان کی سیر درپیش ہے۔

فصل

اس فصل میں تین امر کا بیان ہے

(۱) ولایت علیا، (۲) عناصر ثلثہ آب و آتش کی سیر ، (۳) انہی تین کی فنا و بقا۔

حضرت پیر دستگیر نے جب ولایت کبریٰ کے دوائر میں اپنے اس کمینہ غلام پر